ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7.No.4 2024

# نعم الباری کا منہج واسلوب؛ تحقیقی جائزہ

# STYLE AND METHODOLOGY OF NEYM UL BARI: A RESEARCH REVIEW

**عثمان حنیف**
لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ دیال سنگھ گریجویٹ کالج لاہور
**حافظ انتظار احمد**
لیکچرر (وزٹنگ) شعبہ علوم اسلامیہ و سیرت چیئر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

## Abstract:
*Allama Gulam Raool Saeedi was a well known Islamic scholar and had a siginificant role in all sphere of Islamic circles. He wrote a lot of valuable books regarding Tafseer, Headith, Fiqh , Social issues and other various fields . In his litrary and intellectual work, Naym ul Bari is like a master piece in Urdu Shurooh of Sahi Al Bukhari.This article shows his excellence and threw light on the methodology and style of Naym ul Bari . Furthermore, the studies shed light on the contribution and uniqueness of Saeedi's literature in the field of Hadith. With the comprehensive anylasis of Naym ul Bari , this research aims to highlight the diverse range of Saeedi's legacy regarding style and methodology with special reference to Naym ul Bari.*

**Key Words:** Naym ul Bari, Islamic Scholar, Methodology, Contribution, Uniqueness

## الجامع الصحیح کا مقام ومقبولیت

صحیح بخاری کو اللہ نے امت مسلمہ میں شرفِ قبولیت سے نوازا ہے چنانچہ اب تک کتب احادیث میں سے سب سے زیادہ کام صحیح بخاری پر ہی ہوا ہے اور ائمہ کرام و محدثین عظام نے صحیح بخاری کی مختلف جہات سے خدمت کی ہے۔ بعض علماء نے اسکی شروح لکھیں، بعض نے اس کے مستخرجات و مستدرکات اور مختصرات لکھیں، کسی نے رواۃ بخاری پر مختلف جہات سے کام کیا تو کسی نے اس کے مختلف حصوں پر کام کیا مثلا ابواب بخاری اور تعلیقات وغیرہ، اسی بنا پر صحیح بخاری پر کام کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ عبد السلام مبارکپوریؒ نے لکھا ہے کہ صحیح بخاری کی عظمت وبلند شان کا اندازہ اس بات ہی سے لگایا جا سکتا ہے کہ سلف سے لے کر خلف تک ہر دور میں علمائے اسلام بلاامتیاز مسلک اس کو لائق اعتنا قرار دیتے رہے۔ کسی نے اس کی شروح لکھیں تو کسی نے صرف اس کے رجال پر توجہ کی، بعض نے اس کے تراجم ابواب کے وقائق کی چھان بین کی، کسی نے اس کی تجرید کی تو کسی نے اس کا اختصار کیا، بعض اہل علم نے اس کی تعلیقات کو ضروری سمجھا، تو اکثر نے غرائب کے لغات لکھے، کسی نے نحوی مسائل کے شواہد جمع کیے تو بعض شارحین نے اس کی شروط صحت پر ابحاث کیں، بعض محدثین نے اس کی احادیث کی تنقید پر کتب لکھیں، کئی اصحاب قلم نے اس کے حواشی لکھے تو کسی نے اس کا استدراک کیا، شروح میں بھی کسی نے مبسوط کسی نے مختصر کسی نے متوسط شروح لکھیں اور ہر ایک کے مقاصد وعناوین الگ الگ بیان کیے۔ صحیح بخاری کی شروح یا اس سے متعلق جو بھی کتب لکھی گئیں ان کا استقصاء کرنا بڑا دشوار اور محنت طلب کام ہے[1]۔ مزید برآں عبد السلام مبارکپوریؒ نے "سیرۃ البخاری" میں الجامع الصحیح کی شروح وحواشی کی ایک فہرست بھی دی ہے جن میں عربی، اردو اور فارسی شروح وتعلیقات، اختصارات وغیرہ کو ملا کر کل ۲۴۸ کتب کا ذکر ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس حوالے سے تمام کتب کو جمع کر دیا گیا ہے بلکہ اب بھی بعض ایسی نادر اور نایاب کتب و مخطوطات قدیم لائبریریوں میں موجود ہیں جن تک رسائی نہیں ہو پائی۔ حاجی خلیفہ نے اپنی معروف کتاب "کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون"[2] میں صحیح بخاری کی تقریباً ۵۰ سے زائد شروح گنوائی ہیں اور ان کا مختصر تعارف پیش کیا ہے۔

---

[1] عبد السلام مبارکپوری، مولانا، سیرۃ البخاری، (لاہور: نشریات، 1429ھ) ص 250

[2] حاجی خلیفہ، کاتب چلپی، مصطفی بن عبد اللہ، (بیروت، لبنان، دار احیاء التراث العربی، 1390ھ) 1/313-315

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



**تراجم وشروح کی ضرورت واہمیت**

قرآن حکیم جیسے منزل من اللہ ہے اسی طرح احادیث مبارکہ بھی من جانب اللہ ہیں چنانچہ جس طرح کلام الٰہی کی تفہیم کے لیے تراجم وتفاسیر کی ضرورت پیش آتی ہے بعینہٖ اسی طرح احادیث کی توضیح وتعبیر کے لیے بھی تراجم وشروح کی ضرورت مسلمہ ہے۔ اس ضمن میں یہ اہم نکتہ قابل غور ہے کہ احادیث نبویہ کے طلبہ ،اساتذہ اور اہل علم کو ہر وقت احوال رواۃ نیز اسناد ومتون کا کلی طور پہ استحضار نہیں رہتا۔مثال کے طور پر یہ کہ فلاں روایت کسی مخصوص کتاب میں ہے یا اس کے علاوہ کسی اور کتاب میں بھی وارد ہوئی ہے اور روایت کا متن کتب احادیث میں یکساں ہے یا کوئی اختلاف بھی واقع ہوا ہے۔اسی طرح اختلافِ متن کس قدر ہے مزید برآں ایک مخصوص موضوع پر کون کون سی روایات کتب احادیث میں کس کتاب یا باب کے تحت منقول ہیں۔اسی کے پیش نظر شارحین اپنی شروح میں تشریح متن کے ساتھ بسا اوقات راویان کے حالات زندگی بھی بتا دیتے ہیں اور اگر کسی موضوع پہ روایاتِ مختلفہ ہوں تو وہ بھی ذکر کر دیتے ہیں جس سے ہمیں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی منشاو مراد سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور کوئی دشواری نہیں ہوتی۔شارحین دوران شرح احکامِ شریعت کے بارے تعامل ومسالک صحابہ کی جانب لطیف اشارات بھی کر دیتے ہیں اور احادیث سے مستنبط احکام بھی بتا دیتے ہیں۔اگر شارحین بالغ النظر اور مجتہدانہ خصائص کے مالک ہوں تو وہ عصری تقاضوں اور عصری مسائل پر بھی بحث کر دیتے ہیں۔پس طالبین حدیث اور عامۃ الناس کو شروح کی ضرورت ابتداء ہی سے رہی ہے اور کسی بھی دور میں وہ شروح وتراجم سے مستغنی نہیں رہے چنانچہ مدرج المتن اور مدرج الاسناد کی اصطلاحات اسی لیے مدون ہوئیں تاکہ کتاب کے اصل متن اور تشریحی حواشی یا اضافی نوٹس میں فرق وامتیاز برقرار رہے لہٰذا ہمیں متون احادیث میں اکثر تشریحی واضافی جملے دیکھنے کو ملتے ہیں۔چنانچہ کتب حدیث میں تشریحی ابواب وتراجم لکھنے کا عمل بہت پہلے سے شروع ہوا تھا لیکن باقاعدہ اس فن پر مستقل تصنیف لکھنے والے امام طحاویؒ ہیں جنہوں نے متن کو شرح کا موضوع بنایا اور ''معانی الآثار''اور ''مشکل الآثار'' لکھ کر اس باب میں اہم کردار ادا کیا ۔اس ضمن میں سنن ابوداؤد کی مثال دی جاسکتی ہے کیونکہ اس میں بھی جابجا متون حدیث پہ تشریحی جملے اور اضافی نوٹ ملتے ہیں،چنانچہ دیگر محدثین عظام کی طرح امام بخاریؒ نے بھی ''الجامع الصحیح''میں اپنی مخصوص شرائط کے تحت ابواب قائم کرکے احادیث جمع کیں۔امام صاحبؒ کے قائم کردہ تراجم ابواب سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ وہ بھی تشریحی جملوں اور تعلیقات سے مستغنی نہیں رہے بعدازاں متاخرین کے لیے شروح وتشریحی نوٹس لکھنے کا محرک بھی یہی بنا۔پس یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی پوری عمارت کی اساس قرآن وسنت ہیں اور احادث مبارکہ چونکہ قرآن مجید کی تفسیر وتشریح ہیں لہٰذا اسلام کی مکمل ومدلل تصویر ان کے امتزاج کے بغیر ممکن نہیں ہے۔اگر علوم القرآن علومِ اسلامیہ میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علوم الحدیث کی حیثیت بمثل شاہ رگ ہے یہ شاہ رگ علوم اسلامیہ کے تمام اعضاء وجوارح تک خون پہنچا کر ان کے لیے تازہ زندگی کا سامان مہیا کرتی ہے۔لہٰذا قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل ،اس کے اطلاق کی تقیید،اس کے عموم کی تخصیص،اس کے مبہم مقامات کی تبیین وتوضیح،آیات قرآنیہ کے شان نزول نیز قرآن کریم کے جملہ احکامات کی تشریح وتوضیح احادیث نبویہ ہی کی بدولت ممکن ہے۔قرآن اگر آخری کلام ہے تو صاحب قرآن آخری نبی اور رسول ہیں لہٰذا اگر یہ کہا جائے کہ جس طرح آپ نے متن آیات کی تلاوت وتبلیغ فرمائی اسی طرح اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپ ﷺ نے ان آیات بینات کی تشریح وتوضیح بھی فرمائی گویا آپ مبلغ بھی ہیں اور مبین بھی،چنانچہ اسلام کے عملی پیکر کا صحیح مرقع علم حدیث ہی کی بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ کے لیے موجود اور قائم ودائم ہے۔اسی لیے محدثین عظام نے اس کو حرز جان بنایا،احادیث مبارکہ کو دنیا کے کونے کونے سے ڈھونڈھ کر جمع کیا اور متاخرین علمائے کرام نے ان احادیث کے مشکل مقامات کی شروح لکھنے کی طرح ڈالی یہی وجہ ہے کہ علوم اسلامیہ (علم حدیث) میں اسے ایک مستقل فن کا درجہ دیا جاتا ہے۔

اس ضمن میں مولانا منظور نعمانی لکھتے ہیں

> آخری کتاب کا اس کے نزول کے وقت سے رہتی دنیا تک ہر دور میں محفوظ وباقی رہنا ضروری ہے،اور جب اس کی بقاء ضروری ہے تو اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے نبی پاک کی قولی اور عملی تشریحات وتوضیحات کا بھی ہر ہر دور میں منقول ومتداول اور موجود رہنا ضروری ہے [3]

مذکورہ بالا بحث سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ احادیث کی شروح لکھنا وہ عظیم الشان فن ہے جس میں جملہ علوم اسلامی آجاتے ہیں۔

**''نعم الباری''کا مختصر تعارف**

---

[3] منظور نعمانی،مولانا،معارف الحدیث (کراچی،دارالاشاعت،اپریل 2007ء)17/1

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



علامہ غلام رسول سعیدیؒ کے اس شاندار علمی شاہکار کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے نعم الباری جیسی شرح کے محرکات کا ذکر کیا جائے تو اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ عصر حاضر میں جدید تعلیم، مذہبی منافرت، جدیدیت کی خوفناک لہر، ٹیکنالوجی کے نت نئے مسائل اور فرقہ واریت کی وجہ سے نئی نئی موشگافیوں نے یہ تاثر پیدا کر دیا کہ اسلام مشکل ترین مذہب ہے اور اس پر عمل ممکن نہیں مزید یہ کہ یہ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہے جس کی وجہ سے مسلمان خاص طور پر نئی نسل اسلام سے دور ہوتی جا رہی ہے چنانچہ نئی نسل کو دین کی طرف راغب کرنا اور جدید دور کے تقاضوں کی اسلام کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنا ہی وہ بنیادی محرکات واسباب ہیں جو نعم الباری لکھنے میں شامل تھے۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ شروع میں اس شرح کا نام علامہ سعیدی نے انعام الباری رکھا تھا لیکن بعد ازاں اس کا نام تبدیل کر کے نعمۃ الباری رکھ دیا، کیونکہ اسی نام سے مولانا تقی عثمانی بھی بخاری کی شرح لکھ رہے تھے اسی لیے مصنف کو نام تبدیل کرنا پڑا۔ پھر فرید بک سٹال والوں سے مولانا کے تعلقات اچھے نہ رہے اور معاہدہ ختم کرنا پڑا بعد ازاں آپؒ نے ضیاء القرآن پبلی کیشنز والوں سے معاہدہ کیا اور شرح کا نام نعم الباری رکھ دیا۔

**نعم الباری کا خارجی منہج**

خارجی منہج میں کسی کتاب کی ساخت، مجموعی تاثر، خدوخال اور خصوصیات کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ نعم الباری کے خارجی منہج واسلوب کی بات کی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ ضخیم شرح 16 مجلدات پر مبنی ہے۔ پہلی 7 جلدیں فرید بک سٹال لاہور سے "نعمۃ الباری" کے نام سے طبع ہیں جبکہ بقیہ 9 جلدیں ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی سے "نعم الباری" کے نام سے شائع ہوئی ہیں۔ اس شرح کا آغاز آپؒ نے 13 ذی الحجہ 1426ھ بروز جمعۃ المبارک بمطابق 18 جنوری 2006ء تفسیر تبیان القرآن کی تکمیل کے فوری بعد کیا۔ جلد 8 لکھنے کے دوران آپ پر بیماری کا غلبہ ہوا تو مفتی اسماعیل نورانی نے آپ کے حکم سے اس کام کو جاری رکھا۔ الختصر صحت یابی کے بعد اس شرح کا اختتام یکم رجب 1435ھ بمطابق یکم مئی 2014 بروز جمعرات ہوا۔ بقول مصنف اس کی تکمیل میں 8 سال 3 ماہ اور 13 دن صرف ہوئے۔[4]

ہر جلد کے شروع میں لگ بھگ 50 صفحات پر مشتمل اس جلد کی فہرست شامل ہے، بعد ازاں عربی اور اردو میں خطبۃ الکتاب دیا گیا ہے 71 صفحات پر مشتمل مقدمہ شامل کتاب ہے جس میں ضرورت واہمیت حدیث، حجیت حدیث، اقسام حدیث نیز امام بخاری کے مختصر حالات زندگی بھی دیے گئے ہیں۔ الجامع الصحیح کا سبب تالیف، اسلوب، تعلیقات، اختصار اور تراجم بخاری کے علاوہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا موازنہ بھی کیا گیا ہے، استنباط مسائل میں صحیح بخاری کی مختلف شروح کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ہر جلد کے شروع میں اس جلد کی ڈائری شامل کتاب ہے جس میں دورانیہ، اور کام کی رفتار کا تذکرہ کیا گیا ہے، ڈائری کا انداز کچھ یوں ہے۔

| تقویم میلادی | تقویم ہجری | دن | ایک ماہ کے صفحات | کل صفحات | تعداد احادیث |
|---|---|---|---|---|---|
| 7 مارچ 2007ء | ابتداء کی گئی | | | | |
| یکم اپریل 2007ء | 12 ربیع الاول 1428ھ | اتوار | 118 | 118 | 1040 |

نعم الباری کی تمام جلدوں کے عناوین درج ذیل ہیں۔

| جلد | صفحات | احادیث | عناوین |
|---|---|---|---|
| 1 | 900 | 348 | کتاب بدء الوحی تا کتاب التیمم |
| 2 | 882 | 941-349 | کتاب الصلوۃ تا کتاب الجمعہ |
| 3 | 892 | 1606-942 | کتاب الخوف تا کتاب الحج |
| 4 | 945 | 2350-1607 | کتاب الحج تا کتاب المزارعۃ |
| 5 | 1002 | 3090-2351 | کتاب المساقاۃ تا کتاب الجہاد والسیر |

---

[4] سعیدی، غلام رسول، علامہ، نعم الباری شرح صحیح بخاری (کراچی: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2013ء)16/1019

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



| | | | |
|---|---|---|---|
| 6 | 1014 | 3850-3091 | کتاب الخمس تا کتاب مناقب الانصار |
| 7 | 1076 | 4626-3851 | کتاب مناقب الانصار تا کتاب التفسیر |
| 8 | 1014 | 4977-4627 | کتاب التفسیر (سورۃ الانعام تا سورۃ الناس) |
| 9 | 905 | 5272-4978 | کتاب فضائل القرآن تا کتاب الطلاق |
| 10 | 895 | 5350-5273 | کتاب الخلع تا کتاب العدت |
| 11 | 976 | 5677-5351 | کتاب النفقات تا کتاب المرضیٰ |
| 12 | 902 | 6226-5678 | کتاب الطب تا کتاب الآداب |
| 13 | 963 | 6481-6227 | کتاب الاستیذان تا کتاب الرقاق (25ابواب) |
| 14 | 990 | 6771-6482 | کتاب الرقاق تا کتاب الفرائض |
| 15 | 1083 | 7136-6772 | کتاب الحدود تا کتاب الفتن |
| 16 | 1049 | 7563-7137 | کتاب الاحکام تا کتاب التوحید |

**نعم الباری کا داخلی منہج**

**1۔کتاب کی وضاحت**

نعم الباری کے داخلی منہج میں علامہ سعیدی کا یہ انداز ہے کہ آپ شرح کرتے ہوئے ہر کتاب کی وضاحت کرتے ہیں،اور اس ضمن میں آپ اپنی اس تشریح میں درج ذیل نکات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔

i۔شرعی اور لغوی معنی کی تشریح

شارح موصوف سب سے پہلے الفاظ کے لغوی اور شرعی معانی کی وضاحت کتب لغت و کتب شروح سے کرتے ہیں۔مثال کے طور پر کتاب الطب کی وضاحت کے لیے عمدۃ القاری نیز مرض کی تعریف کے لیے المفردات اور کتاب التعریفات سے استفادہ کیا گیا ہے۔[5]

ii۔قرآن وحدیث سے وضاحت

الفاظ مختلفہ کی تشریح قرآن و حدیث کے تناظر میں کی گئی ہے۔مثال کے طور پر کتاب الاستیذان میں استیذان کی وضاحت کے لیے سورۃ النور کی آیت ۲۷،۲۸،۶۲،سورہ التوبہ آیت ۸۳-۸۶ نیز سورہ الاحزاب آیت ۱۳ کے تحت استیذان محمود اور استیذان مذموم کی اصطلاح استعمال کی ہے،اس ضمن میں ۸ احادیث بطور استشہاد پیش کی گئی ہیں[6]۔اسی طرح الجامع الصحیح کی حدیث نمبر ۵۲۶ کے تحت سورہ ھود کی آیت نمبر ۱۱۴ کی وضاحت کے لیے ۵ احادیث بطور وضاحت پیش کی گئی ہیں[7]۔احکام کے فضائل،کسی فعل کی ممانعت و مذمت،مذہب حنفی کی ترجیح کے اثبات نیز صحابہ کی منقبت وفضیلت کے تحت احادیث سے استدلال واستشہاد مذکورہ شرح کے مختلف مقامات پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے[8]۔

iii۔کتب شروح سے استفادہ

---

5 نعم الباری،62-61/12

6 ملاحظہ ہو نعم الباری،63-60/13

7 نعم الباری358-357/2

8 تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو،شگفتہ جبیں، ڈاکٹر،علامہ غلام رسول سعیدی۔حیات و خدمات (نعمۃ الباری کا خصوصی مطالعہ)مطبوعہ مقالہ(لاہور:دارالاسلام پبلشرز،اگست،2014)175-170

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



کسی بھی کتاب کے عنوان کی جامع ومانع تشریح ووضاحت سے موصوف کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ جس بارے احادیث اور احکامات آگے آرہے ہیں، ان کے بارے قاری کو پہلے ہی مکمل معلومات فراہم کردی جائیں تاکہ اس کا وقت بھی بچ جائے اور اسے تفہیم میں بھی مشکل نہ ہو۔ احکامات کے متعلق وضاحت کے لیے نعم الباری میں معتبر اور مستند شروح سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر کتاب النکاح میں نکاح کا معنی، فقہاء کے اقوال مختلفہ ان کے دلائل اور جوابات کے ساتھ اپنے دلائل بیان کیے گئے ہیں۔ نکاح کے فوائد اور شرعی تعریفات بیان کرتے ہوئے لگ بھگ ۲۰ کے قریب شروح وکتب فقہ سے استفادہ کیا گیا ہے[9]۔ اس قدر تفصیلی بحث نعم الباری ہی کا خاصہ ہے۔ اسی طرح اکثر موضوعات حساس اور تحقیق وتفصیل طلب ہوتے ہیں جن کے بارے بھی مذکورہ شرح میں سیر حاصل معلومات کو سمو دیا گیا ہے مثال کے طور پر کتاب القدر میں مسئلہ تقدیر جیسے اہم اور حساس موضوع پر ۱۳ صفحات پر مبنی یہ بحث مدلل انداز میں قرآن وسنت کے دلائل کے ساتھ پیش کی گئی ہے، اس بحث کی تفصیل نعم الباری جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۵ تا ۳۵۷ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے[10]۔

**2۔ باب کی باب سابق سے مناسبت کا ذکر**

صاحب نعم الباری باب کی باب سابق سے مناسبت کا ذکر بھی کرتے ہیں اور اس کی دلیل بھی دیتے ہیں۔ مثال کے بطور پر باب [کراھیۃالصلوٰۃ فی القابر] کی باب سابق سے مناسبت یوں بیان کرتے ہیں۔

> "اس باب میں بیان کیا گیا ہے کہ قبرستان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ باب سابق کے ساتھ اس باب کی مناسبت نفی اور اثبات میں ہے۔ باب سابق میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ آگ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قبر کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے"[11]

**3۔ تاویل، ترجیح اور توقف میں سے کسی ایک رائے کو اختیار کرنا**

امور غیبیہ کی وضاحت میں آپ نے تاویل، ترجیح یا توقف میں سے کسی ایک رائے کو دلائل کے ساتھ اختیار کیا ہے۔ مثال کے طور پر ابلیس کے بارے احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے البتہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پانی سے مراد یہی معروف پانی تھا جس پر حق سبحانہ وتعالیٰ کا عرش تھا یا اس سے مراد مادے کی وہ مائع حالت ہے جس پر بطور استعارہ پانی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ بہر حال یہ امور امورِ غیبیہ سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا راہ صواب یہی ہے کہ اس بارے توقف کی راہ ہی اختیار کرنی چاہیے اور صرف نصوص میں جس قدر علم اور رہنمائی دی گئی ہے اسی پر ایمان رکھنا چاہیے البتہ بعض علمائے کرام نے اس ضمن میں تاویلات کی راہ ابھی ختیار کی ہے۔

صاحب نعم الباری نے اس بارے مختلف مفسرین کے اقوال کا محاکمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں اقوالِ مفسرین بہت زیادہ ہیں اور احادیث مرفوعہ متصلہ کم ہیں حقیقت حال کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ جو چیز ہمیں قطعی طور پر معلوم ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی پھر اس نے اپنے علم ازلی کے مطابق اپنے ارادہ اور اپنی قدرت سے جو چاہا پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں کہ عرش، کرسی، پانی، ہوا، زمین، آسمان ان میں سے کوئی چیز بھی ازل میں نہ تھی کیونکہ ان میں سے ہر چیز ممکن ہے اور ہر ممکن حادث ہے۔ حوادث کا ازل میں ہونا محال ہے اور ہمیں یہ معلوم ہے کہ جس طرح تخت اجسام کو اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس طرح عرش کا اللہ کو اٹھانا محال ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہونا لازم آئے گا اور اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کے محامل واضح اور اس کی تاویلات صحیحہ ہیں البتہ شریعت نے کسی تاویل یا کسی محمل کو معین نہیں فرمایا اس لیے اس میں توقف کرنا چاہیے۔[12]

**4۔ مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت**

---

[9] نعم الباری،330-324/9

[10] نعم الباری، 357-345/14

[11] نعم الباری،197/2

[12] سعیدی، غلام رسول، علامہ، تبیان القرآن (لاہور: فرید بک سٹال، 2008)،502/5

کسی تحریر کی سب سے عمدہ خصوصیت ہے کہ اس میں موجود لغوی اور صرفی ابحاث کی تشریح و توضیح اس انداز میں کی جائے تاکہ قارئین کے لیے کوئی ابہام واشکال باقی نہ رہے۔ مولانا غلام رسول سعیدی اس ضمن میں مقامات مختلفہ کے تحت الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے ابن حجر کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

" و لا یودہ یعنی اس پر بوجھ نہیں، یہ ابن عباسؓ کی تفسیر ہے اسی سے لفظ ادنی بنا ہے۔ فبھت یعنی وہ کوئی دلیل نہ پیش کر سکا، یہ ابو عبیدہ کا کلام ہے۔ اعصار یعنی وہ زبردست آندھی جو زمین سے اٹھ کر آسمان کی طرف ایک ستون کی طرح جاتی ہے اور اس میں آگ ہوتی ہے"[13]

(سورۃ النساء:۳۳) کی تفسیر کے تحت صاحبِ نعم الباری، ابن حجر عسقلانیؒ کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں

"لفظ مولیٰ کے معنی اور مصداق میں بھی کئی آراء ملتی ہیں چنانچہ لفظ "مولی" کے اس کے علاوہ بھی کئی مصداقات ہو سکتے ہیں جو امام بخاریؒ سے "صحیح بخاری کتاب التفسیر" میں منقول ہیں پس محب، پڑوسی، مددگار، سسرالی رشتہ دار، اتباع و پیروی کرنے والا، چچا، غلام، بھتیجا، دوست نیز قرآن کے معلم پر بھی مولی کا اطلاق ہوتا ہے"[14]

اسی طرح سورۃ المائدہ آیت ۹۷ کے اہم الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے وضاحت یوں کی ہے۔

اس آیت میں "قیاما" کا لفظ ہے یعنی کعبہ لوگوں کے دین اور دنیا کا ستون ہے جس سے ان کے معاش اور معاد کے اغراض و مقاصد پورے ہوتے ہیں کیونکہ کعبہ کی وجہ حج اور عمرہ کیا جاتا ہے اور وہ تجارت کرتے ہیں جس سے انہیں انواع واقسام کے منافع حاصل ہوتے ہیں۔ مقاتل نے کہا کعبہ ان کے قبلہ کی علامت ہے جس کی طرف منہ کر کے وہ نماز پڑھتے ہیں۔ "شھر حرام" وہ مہینہ جس میں حج کیا جاتا ہے اور وہ ذوالحجہ ہے۔ "الھدی" قربانی کا جانور۔ "القلائد" قربانی کے جانوروں کے گلے میں جو ہار ڈالے جاتے ہیں، یعنی اللہ نے شہر حرام کو، ھدی کو، اور قلائد کو لوگوں کے لیے امن کی علامت بنا دیا کیونکہ حرمت والے مہینوں کے سوا عربوں میں جنگ رہتی تھی[15]۔

## 5۔ قوتِ استدلال واستنباط مسائل

کسی بھی تحریر کی خوبصورتی جاننے اور پرکھنے کے لیے صاحب تحریر کا طرز استنباط واستدلال بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے یعنی وہ عبارت سے مختلف نکات نکالنے، کسی مخصوص عنوان کے تحت مسالک مختلفہ اوران کی مختلف آراذ کر کرنے نیز استدلال و استنباط کی قوت کا کس قدر حامل ہے چنانچہ صاحبِ نعم الباری (سورۃ البقرہ :۲۷۵) کے تحت سود کو بیع پر قیاس کرنے والوں کا ابطال کرتے ہوئے یوں توجیہہ پیش کرتے ہیں۔

"بیع پر سود کو قیاس کرنے والوں کے قیاس کی بنیاد یہ ہے کہ جس طرح بیع میں بھی ایک چیز کم دام میں خرید کر زیادہ رقم میں فروخت کی جاتی ہے، اسی طرح سود میں بھی کم روپے قرض دے کر کچھ مدت کے بعد اصل سے زائد رقم وصول کی جاتی ہے لہٰذا تجارت میں بھی اصل سے زائد رقم وصول کی جاتی ہے اور سود میں بھی اصل سے زائد رقم وصول کی جاتی ہے لیکن ان حضرات کا یہ قیاس اس لیے باطل ہے کہ تجارت میں مال فروخت کرنے والا منڈی سے مال خرید کر لاتا ہے تو اس میں اس کی مشقت، مال کو منڈی سے لانے کی محنت اور مزدوری شامل ہوتی ہے اور وہ اپنی اس مشقت کے عوض زائد رقم لیتا ہے جبکہ سود میں ایسا کچھ بھی نہیں ہوتا بلکہ سود خور مقروض کو ایک رقم قرض دیتا ہے اور مدتِ معین کے بعد اصل سے زائد رقم وصول کرتا ہے۔ پس تجارت اور سود میں فرق ہے لہٰذا مشرکین کا سود کو تجارت پر قیاس کرنا باطل ہے"[16]

صاحبِ نعم الباری (سورہ بقرہ:۱۸۶) کے تحت مذکور طویل حدیث جس میں نبی ﷺ کے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو اپنی سواری پر بٹھانے اور عبد اللہ بن ابی منافق کا ذکر ہے، کے ذیل میں مختلف مسائل کا استنباط کرتے ہیں جس سے ان کی قوت اجتہاد واستنباط کا اندازہ ہوتا ہے، بلاشبہ موصوفؒ استدلال واستنباطِ مسائل کا خوب ملکہ رکھتے

13 نعم الباری، 917-916/7

14 نعم الباری، 984/7

15 نعم الباری، 862/3

16 نعم الباری، 924-923/7

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7.No.4 2024

تھے۔اس ضمن میں آپؒ نے بخاری کتاب التفسیر کی طویل حدیث ۴۵۶۶ ذکر کرنے کے بعد التوضیح لابن الملقن کے حوالے سے اس سے مستنبط مسائل وفوائد اس طرح بیان کیے ہیں۔

"اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کو سواری پر پیچھے بٹھا سکتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے حضرت اسامہؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا چنانچہ کسی کی عیادت کے لیے سوار ہو کر جانا جائز ہے اور بڑوں کا چھوٹوں کی عیادت کرنے نیز گدھے پر سواری کا ثبوت ہے کیونکہ آپ گدھے پر سوار ہو کر ہی حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کے لیے گئے تھے۔ حدیث مبارکہ کے مطابق نبی ﷺ عبد اللہ بن ابی کے اسلام لانے سے قبل گئے تھے اس کا مطلب ہے کہ اس کے ظاہری اسلام سے قبل گئے تھے کیونکہ اس نے کبھی بھی اسلام قبول ہی نہیں کیا تھا۔اس حدیث میں مذکور ہے مسلمانوں اور یہودیوں کی مشترکہ مجلس میں آپ گئے تھے اور سلام کیا تھا یعنی آپ نے محض مسلمانوں کی سلام کرنے کی نیت کی تھی اس سے معلومو ہوا کہ ایسے ملے جلے اجتماع میں صرف مسلمانوں کی نیت کر کے سلاما کرنا جائ ہے۔اسی طرح نبی ﷺ کے فرمان اے سعد! کیا تم نے نہیں سنا کہ ابوحباب نے کیا کہا ہے؟اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص سے اس کے دوست کی شکایت کرنا جائز ہے"[17]

استدلالی قوت اور استنباط کے حوالے سے علامہ سعیدیؒ کا ایک واقعہ ذکر کرنا مناب ہو گا جس میں ایک عیسائی پادری سے آپ کی بحث ہوئی اور وہ لاجواب ہو گیا۔ مولانا لکھتے ہیں کہ میری ایک عیسائی پادری سے گفتگو ہوئی میں نے کہا: تم اللہ کو باپ اور حضرت عیسیٰ کو ان کا بیٹا کہتے ہو جب اللہ کی کوئی بیوی نہیں ہے تو اس کا بیٹا کیسے ہو گا؟ اس نے کہا: ہم عیسیٰ علیہ السلام کو جسمانی طور پر اللہ کا بیٹا نہیں کہتے نہ اللہ کو جسمانی باپ مانتے ہیں بلکہ باپ میں جو شفقت کا معنی ہے اس لحاظ سے اللہ کو باپ اور مسیح کو بیٹا کہتے ہیں۔ میں نے کہا: پھر تم اللہ کو رحیم اور رحمان کہو باپ کا لفظ جسم کی صفت ہے یہ اللہ کی شان کے لائق نہیں اس سے اللہ کی ذات میں نقص کا وہم ہوتا ہے اس نے کہا: اللہ کے ہاں خلوص کو دیکھا جاتا ہے ان علمی لطائف کو نہیں دیکھا جاتا، میں نے کہا: تم علمی باریکیاں اور لطائف کو نہیں جانتے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو عالم تھے تمہاری کتاب کے مطابق انہوں نے اللہ تعالیٰ کو باپ کیوں کہا؟اس پر وہ مبہوت اور لاجواب ہو گیا۔[18]

## 6۔احادیث کی تخریج

علامہ سعیدی نے نعم الباری میں احادیث کی تخریج کا بھی بھرپور اہتمام کیا ہے۔موصوف خود احادیث ذکر کریں یا بطور شواہد دیگر شروح سے احادیث لائیں ہر دو اعتبار سے ان احادیث کی تخریج کر دیتے ہیں۔مثال کے طور پر آپ کی تخریج کا انداز یہ ہے۔

"[اطراف الحدیث ۹۸۴-۵۵۴۶-۵۵۴۹-۵۵۶۱]( صحیح مسلم ۱۹۶۲،الرقم المسلسل:۴۹۸۹،)سنن نسائی ۴۴۰۸- ۴۴۰۰- ۵۸۷،سنن بیہقی ج ۹ص ۲۶۲-۲۶۳،مسند احمد ج ۳ص ۱۱۳،طبع قدیم]"[19]

## 7۔علم اسماء الرجال کا استعمال

علم اسماء الرجال علم حدیث میں ریڑھ کی ہڈی حیثیت رکھتا ہے۔صاحب نعم الباری نے اس پر بھی خصوصی توجہ دی ہے اور جا بجا اس کا بالخصوص اہتمام کیا۔چنانچہ مسجد میں قرض کا تقاضا کرنے اور مقروض سے مطالبہ کرنے کے حوالے سے حدیث ذکر کرنے کے بعد اس کے رجال کا تعارف صاحب عمدۃ القاری کے حوالے سے یوں کرواتے ہیں۔

"(۱)عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن جعفر بن الیمان ابو جعفر الجعفی البخاری المعروف بالمسندی، یہ بروز جمعرات ۲۴ ذی القعدہ ۲۲۹ھ میں فوت ہو گئے تھے،(۲)عثمان بن عمر ابن فارسی البصری (۳) یونس بن یزید (۴) محمد بن الزہری (۵) عبد اللہ بن کعب بن مالک الانصاری اسلمی المدنی (۶)حضرت کعب بن مالک الانصاری الشاعر، یہ ان تین میں سے ہیں جن کی توبہ بموقع غزوہ تبوک اللہ نے قبول فرمائی تھی، جن کے متعلق سورۃ

---

17 نعم الباری، 962/7
18 تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے، تبیان القرآن، 507/1
19 نعم الباری، 78/3

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7.No.4 2024

التوبہ کی آیت ۱۱۸ نازل ہوئی،ان سے ۸۰ ااحادیث مروی ہیں،امام بخاری نے ان میں سے ۴ حدیثیں روایت کی ہیں۔یہ مدینہ منورہ میں ۵۰ھ میں فوت ہوگئے تھے،جب یہ نا بیناہوگئے توان کے بیٹےان کی قیادت کرتے تھے" [20]

حدیث ۴۷۸۔۴۸۰(مسجد میں انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا)کے رجال کاتعارف کرواتے ہوئے رواۃ کاتعارف یوں بیان کیاہے

"(۱)حامد بن عمرالبکراوی،یہ ابو بکرالثقفی کی اولاد سے ہیں،نیشاپور کے رہنے والے تھے،اور کرمان کے قاضی تھے،ان سے امام مسلم نے بھی روایت کی ہے ،یہ ۲۳۴ھ میں نیشاپور ہی میں فوت ہوئے(۲)بشر بن المفضل الرقاشی،ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے تھےاور ہرروز ۴سورکعات پڑھتے تھے،۱۷۹ھ میں فوت ہوگئے تھے(۳)عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب،ان کی امام احمد وغیرہ نے توثیق کی ہے(۴)یہ عاصم مذکورہ کے بھائی ہیں،یہ واقد بن محمد بن زید ہیں،ان کی امام ابوزرعہ وغیرہ نے توثیق کی ہے(۵)ان کے والد محمد بن عبداللہ ،ان کی بہت سے آئمہ نے توثیق کی ہے (۶)حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب(۷)حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص(۸)ابوعبداللہ اس سے خودامام بخاری مرادہیں(۱۰)عاصم بن علی بن عاصم بن صہیب،یہ امام بخاری اورامام دارمی کے شیخ ہیں،تہذیب التہذیب کے مطابق یہ ثقات میں سے تھے،ابن معین نے لکھاکہ یہ ضعیف تھے،دوسری روایت میں ہے کذاب تھے،۱۵رجب ۲۲۱ھ میں فوت ہوئے" [21]

## 8۔قراتِ مختلفہ اور متعددشان نزول کاذکر

صاحب نعم الباری تفسیر قرآن کے حوالے سے بھی امتیازی اور نمایاں حیثیت کے حامل ہیں چنانچہ نعم الباری میں بھی اس پہلوپر خاص توجہ دی گئی ہے۔قرات مختلفہ کے حوالے سے صاحبِ نعم الباری نے(سورہ یوسف:۱۱۰)کے تحت لکھاہے۔

"آیت وظنو انھم قدکذبو میں کذبو کی قرات دوطرح سے منقول ہے،چنانچہ ایک قرات میں کذبو تشدید کے ساتھ ہے جبکہ دوسری قرات میں بغیر تشدید کے ہے۔اس بارے امام عاصمؒ،حمزہؒ اور کسائیؒ کی پہلی قرات ہے جبکہ بقیہ قراء کرام کی دوسری قرات ہے" [22]

اسی طرح(آل عمران:۱۸۶)کے متعدد شان نزول پر عمدہ بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

"علامہ واحدیؒ نے سعد بن مالک سے روایت کی ہے کہ اس آیت کاسبب نزول یہ ہے کہ کعب بن اشرف یہودی آپ کی ہجو کیاکرتاتھااور کفار کوآپ ﷺ کے خلاف بھڑکایاکرتاتھا۔جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے توآپ نے یہود کو اسلام کی جانب مائل کرنے کافیصلہ کیاچنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ اورآپ کے اصحاب کو کفار اور یہود کی ایذا رسانیوں پر صبر کاحکم دیتے ہوئے اس آیت کا نزول ہوا" [23]

## 9۔مسلکِ مخالفہ کی گرفت

نعم الباری میں مسلک مخالفہ کی تردید بھی کئی مقامات پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔موصوف چونکہ حنفی بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے لہٰذا مسلک مخالف کی تردیداور اپنے مسلک کی تائیدوحمایت کے حوالے سے اس شرح میں کچھ شدت کاپہلو بھی پایاجاتاہے۔چنانچہ علامہ سعیدیؒ(البقرہ:۱۴۳)کے تحت امت محمدیہ اور نبی پاک ﷺ کی شہادت کے حوالے سے صاحبِ کشف الباری مولاناسلیم اللہ خانؒ کارد کرتے ہوئے پہلے ان کی عبارت لکھتے ہیں کہ

---

[20] نعم الباری،246/2
[21] نعم الباری،295/2
[22] نعم الباری،902/7
[23] نعم الباری،960/7

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7.No.4 2024

"بعض حضرات نے اس آیت سے نبی کے حاظر ناظر ہونے کا استدلال کیا ہے لیکن استدلال کا ضعیف ہونا بالکل ظاہر ہے ۔ حضور اور آپ کی امت کی یہ گواہی وحی الٰہی کی بنیاد پر ہے اس سے کوئی اگر نبی کے حاضر ناظر ہونے پر استدلال کرتا ہے تو صرف نبی کا حاضر ناظر ہونا نہیں بلکہ پوری امت کا حاضر ناظر ہونا تسلیم کرنا پڑے گا"[24]

درج بالا عبارت ذکر کرنے کے بعد مولانا سعیدی لکھتے ہیں

"اس عبارت میں شیخ سلیم اللہ خانؒ نے دو غلطیاں کی ہیں۔ایک تو یہ کہ انہوں نے نبی اور امت کی شہادت کو ایک درجہ کی شہادت قرار دیا حالانکہ نبی ﷺ کی شہادت اس بنیاد پر ہے کہ اللہ نے بذریعہ وحی ان کو ابتداء خلق سے قیامت تک تمام لوگوں کے احوال کی خبر دی،آپ ﷺ کی امت کی شہادت اس بنیاد پر ہے کہ آپ نے اپنی امت کو خبر دی۔شیخ سلیم اللہ خانؒ کی عبارت میں دوسری غلطی یہ ہے کہ انہوں نے لکھا:حضور ﷺ اور آپ کی امت کی گواہی وحی الٰہی کی بنیاد پر ہے

یہ اس لیے غلط ہے کہ رسول اللہ کی شہادت تو وحی الٰہی کی بنیاد پر ہے لیکن امت پر تو کوئی وحی نازل نہیں کی گئی تھی "[25]

### 10۔متعارض روایات کی جمع وتطبیق

نعم الباری میں احادیث متعارضہ اور ان کی تطبیق بھی ملتی ہے۔مثال کے طور پر نماز عصر کے بعد نفل نماز کے جواز اور عدم جواز دونوں طرح کے دلائل میں احادیث ملتی ہیں۔اس بارے شارح موصوف تعارض کو رفع کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"اس حدیث میں مذکور ہے:حضرت معاویہ نے کہا تم یہ نماز پڑھتے ہو یعنی نماز عصر کے بعد دو رکعت نماز نفل؟ پھر کہا،ہم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا،اس پر یہ اعتراض ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا:آپ نے یہ دو رکعت نماز کبھی ترک نہیں کیں(صحیح البخاری:۵۹۱)اور حضرت معاویہ کی حدیث اس کے معارض ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ہمیشہ یہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھتے تھے گھر سے باہر نہیں پڑھتے تھے اسی لیے حضرت معاویہ نے آپ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور اس نماز کو پڑھنا نبی اکرم کی خصوصیت تھی۔اور چونکہ نبی پاک نے عصر کے بعد نفل نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اسی لیے حضرت معاویہ نے ان لوگوں کو عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا"[26]

اسی طرح ایک اور مقام پر صحیح بخاری کی حدیث نمبر ۶۴۸ اور صحیح مسلم کی حدیث میں باجماعت نماز کا ثواب ۲۵ گنا اور ۲۷ گنا بتالایا گیا ہے اس تعارض کو رفع کرتے ہوئے شارح موصوف نے کبار شارحین و محدثین کے اقوال ذکر کرتے ہوئے ۱۰ مختلف توجیہات بیان کرتے ہوئے نہ صرف تطبیق کی ہے بلکہ ان توجیہات کو بیان کرنے کے بعد ان کو ترجیح بھی دی ہے نیز ان سب توجیہات کو بیان کرنے کے بعد آخر پر لکھتے ہیں۔

"میں کہتا ہوں کہ یہ سب ٹک بندیاں ہیں اور ان کے انکشاف کی انوار الٰہیہ،اسرار ربانیہ اور عنایات محمدیہ کی طرف نسبت کرنا مناسب نہیں ہے۔اصل بات وہی ہے جو علامہ نور پشتی نے کہی ہے کہ اس کا حقیقی علم علوم نبوت ہی کی طرف راجع ہے" [27]

### 11۔علمی مسامحات کی نشاندہی

نعم الباری میں شارح نے مختلف آئمہ وشارحین کے علمی تسامحات کی نشان دہی بھی کی ہے اور ان کا جواب بھی دیا ہے۔مثال کے طور پر ایک جگہ علامہ ابن عابدین کے تسامح کے بارے یوں لکھتے ہیں۔

---

24 سلیم اللہ خان،مولانا،کشف الباری عمافی صحیح البخاری(کراچی:مکتبہ فاروقیہ،2012)کتاب التفسیر،38

25 نعم الباری،871/7

26 نعم الباری،422/2

27 نعم الباری،294/2

''علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے کہ حضرت انس کی روایت کے مطابق صحابہ جب کسی مسجد میں باجماعت نماز فوت ہو جاتی تو الگ الگ نماز پڑھتے ۔(میں کہتا ہوں کہ علامہ شامی کو تسامح ہوا ہے یہ حضرت انس کا قول نہیں بلکہ حضرت امام حسن بصری کا قول ہے دیکھیے مصنف ابن ابی شیبہ ۱۰۹،۷۱، بلکہ اس کے برخلاف حضرت انس نے مسجد میں جماعت ثانیہ کروائی(مصنف ابن ابی شیبہ ۷۰۹۳۔مصنف عبدالرزاق:۳۴۲۶)''[28]

### 12۔حدیث کے فوائد کا ذکر

شارح نعم الباری کا ایک منہج یہ بھی ہے کہ آپ مختلف احادیث کی شرح وتفصیل کے ذیل میں اس سے مستنبط مسائل واحکام اور فوائدِ حدیث بھی ذکر کر دیتے ہیں ۔چنانچہ آپ حدیث نمبر ۱۰۱۳ کی شرح میں رقمطراز ہیں

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی ناگہانی مصیبت یا آفت کے وقت دوران خطبہ امام سے کلام کرنا جائز ہے۔اہل خیر اور اہل اصلاح سے اور جن کی دعا مقبول ہونے کی توقع ہو ،ان سے دعا کی درخواست کرنی چاہیے۔طلب بارش کی دعا کو خطبہ میں شامل کرنا جائز ہے۔دفع ضرر کی دعا کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بارش کو نازل کرنے کی دعا کی اور نماز استسقا نہیں پڑھی ،اس میں امام ابو حنیفہ کی واضح دلیل ہے کہ استسقا میں اصل استغفار اور بارش کی دعا ہے اور اس کے لیے نماز پڑھنا سنت مسنونہ نہیں ہے۔''[29]

### 13۔متقدمین اور معاصر شارحین کی شروح سے استفادہ

نعم الباری کے منہج کی ایک اور امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں دوران شرح متقدمین ومتاخرین اور معاصر شارحین کی شروح سے بھرپور علمی استفادہ کیا گیا ہے اور ان شارحین کے ذکر کردہ تمام امباحث علمیہ کو بیان کیا گیا ہے ۔چنانچہ حدیث نمبر ۵۰۸۳ کی شرح کرتے ہوئے ۷ شروح(فتح الباری، عمدۃ القاری،الکوثر الجاری، ارشاد الساری، التوضیح لابن الملقن، شرح ابن بطال) سے استفادہ کیا گیا ہے[30]۔

### نعم الباری کا اسلوب

ہر مصنف اور صاحب کتاب کا اپنا ایک خاص اسلوب اور انداز ہوتا ہے جو اس کی پہچان کا باعث بنتا ہے۔اسی وجہ سے اس مصنف کی اپنے معاصرین میں ایک امتیازی شان بھی بن جاتی ہے۔چنانچہ سید عابد علی اسلوب کی بابت یوں رقمطراز ہیں

''اسلوب سے مراد کسی لکھنے والے کی وہ انفرادی طرز نگارش ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے لکھنے والوں سے ممیز ہو جاتا ہے۔اس انفرادیت میں بہت سے عناصر شامل ہوتے ہیں ''[31]

### ا۔معروضی اسلوب

مفتی منیب الرحمٰن شرح صحیح مسلم کی تقریظ میں لکھتے ہیں

''معروضی انداز فکر یہ ہے کہ انسان خالی الذہن ہو کر نصوص، قرآن واحادیث، آثار صحابہ وتابعین اور اقوال آئمہ کی روشنی میں کسی مسئلے کی چھان بین کرے اور نصوص قطعیہ اور دلائل حقہ سے جو نتیجہ فکر منطقی طور پر مرتب ہو کر سامنے آئے اسے من وعن قبول کرے اور کمال دیانت سے اسے دوسروں کے سامنے پیش کرے خواہ اس کے پہلے مزعومہ فکر یا نظریے کے بالکل برعکس یا متصادم ہی کیوں نہ ہو ،دراصل یہی حق بینی ، حق آگہی اور حق پرستی ہے ''[32]

---

28 نعم الباری،516/2

29 نعمۃ الباری،142/3

30 تفصیل کے لیے دیکھیے، نعم الباری،409-403/9

31 سید عابد علی، اسلوب،(لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،2011)،42

32 سعیدی، غلام رسول، مولانا، شرح صحیح مسلم(لاہور: فرید بک سٹال،2002)27/2-28

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



نعم الباری میں بھی یہی اسلوب اپنایا گیا ہے، چنانچہ شارح موصوف نے قرآن وحدیث اور آثار صحابہ وتابعین نیز اقوال آئمہ کی روشنی میں جس رائے کوراجح سمجھا اسے اپنایا ہے۔ معروضی انداز کا یہ ثبوت ہے کہ موصوف نے اکثر دلائل میں آئمہ ثلاثہ کے مذہب کے موافق موقف اپنایا ہے جبکہ کئی ایک مقامات پر نئے دلائل سامنے آنے کے بعد سابقہ موقف سے رجوع بھی کیا ہے۔ اسی بارے موصوف لکھتے ہیں۔

> ”میں نے بھی بعض مسائل میں رجوع کر کے اپنے دامن کو ان نفوس قدسیہ کے مقدس دامن کے ساتھ وابستہ کیا ہے اور اپنے عجز وانکسار کو واضح کیا ہے، کیونکہ وہی شخص کسی مسئلہ میں رجوع نہیں کرتا جو اپنے آپ کو ہمہ دان اور غلطیوں سے مبرا اور منزہ جانتا ہو اور ......... الحمدللہ رب العالمین! میں نے شرح صحیح مسلم کی ۱۲ اور تبیان القرآن کی ۳ عبارات سے رجوع کر لیا ہے“[33]

**۲۔ سادہ اور عام فہم اسلوب**

نعم الباری کا اسلوب عام فہم اور سادہ ہے۔ اس میں مشکل اور پیچیدہ زبان کا استعمال نہیں کیا گیا کہ عام قاری کو استفادہ میں مشکل پیش نہ آئے۔ اگرچہ اس شرح کے عناوین و موضوعات نہایت علمی نوعیت کے ہیں مگر انداز سہل ہونے کی وجہ سے عامۃ الناس بھی اس سے استفادہ کرنے میں مشکل محسوس نہیں کرتے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے خود مولانا نے یہ اس بات کی وضاحت یوں کی ہے۔

> ”اس میں اردو کی دیگر شروح حدیث کی طرح علمی یا اصطلاحی لب ولہجہ اختیار نہیں کیا گیا بلکہ حتی الامکان زبان وبیان کو عام فہم رکھا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ قارئین کے علمی اور عوامی تمام ہی طبقات اس سے نفع اندوز ہو سکیں “[34]

مذکورہ شرح کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد موصوف کا یہ دعویٰ درست معلوم ہوتا ہے۔

**۳۔ استدلالی اسلوب**

علامہ سعیدی کے اسلوب کی بات کی جائے تو نعم الباری میں جابجا اس بات کے اشارات ملتے ہیں جو آپ کی قوت استدلال پر شاہد ہیں۔ آپ مخالف مسلک کے مواقف کی تردید اور اپنے موقف کی تائید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے کرتے ہیں۔ اس ضمن میں آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ اور اقوال شارحین کو بکثرت مذکورہ شرح میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر حدیث نمبر ۲۳۶۰ کے ذیل میں کہ جس میں حضرت زبیر اور ایک انصاری صحابی کے درمیان کھیت کو پانی دینے کے معاملہ میں نزاع کا بیان ہے ، اسی استدلالی اسلوب کی شان دار جھلک دکھائی دیتی ہے کیونکہ اس حوالے سے مولانا تقی عثمانی صاحب انعام الباری کے مطابق یہ نزاع کھیت کو سیراب کرنے کے بارے تھا جبکہ علامہ سعیدی اس موقف کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ یہ نزاع کھیت کو پانی دینے کے بارے نہیں بلکہ باغ میں پانی دینے کے حوالے سے تھا۔ چنانچہ مذکورہ حدیث کی عبارت

لکھنے کے بعد دلائل یوں دیتے ہیں

> ”اس حدیث میں کھجور کے درختوں کو پانی دینے کا ذکر ہے اور وہ درخت باغ میں ہوتے ہیں۔ کھیت میں تو گندم یا جو کی فصل ہوتی ہے، جس کے لیے عربی میں ’زرع‘ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ نیز متقدمین نے اس حدیث کی شرح میں ’حائط‘ کا لفظ استعمال کیا ہے اور ’حائط‘ کا معنی باغ ہے“[35]

شارح موصوف نے اسی بارے دلائل جاری رکھتے ہوئے مسالکِ مختلفہ کے شارحین بخاری کی عبارات سے بھی استفادہ واستدلال کیا گیا ہے مزید برآں صحیح بخاری کے مترجمین کی عبارات بھی پیش کی گئی ہیں جس میں یہی تصریح ہے کہ یہ نزاع باغ کو پانی دینے کے بارے تھا نہ کہ کھیت کو پانی دینے کے بارے تھا۔

**۴۔ ناصحانہ اور داعیانہ اسلوب**

---

33 نعمۃ الباری، 836/1

34 نعمۃ الباری، 112/1

35 ملاحظہ کیجیے: نعم الباری، 74/5-75

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7.No.4 2024

شارح موصوف کے دل میں امت کی اصلاح کی ایک تڑپ اور جستجو تھی اور آپ اس حوالے سے امت مسلمہ کی زندگیوں میں اسلامی روح اور اسلامی شعائر کا غلبہ دیکھنے کے خواہش مند تھے چنانچہ اسی غرض سے اپنی کتب اور بالخصوص مذکورہ شرح میں جہاں تحقیقی وتدقیق اور استنباط مسائل کے مباحث دکھائی دیتے ہیں وہیں آپ کے داعیانہ اور ناصحانہ اسلوب کی امثلہ بھی بکثرت ملتی ہیں۔مثال کے طور پر اذان کا جواب دینے کے حوالے سے تفصیلی فتاویٰ جات ذکر کرنے کے بعد مذکورہ بحث کے اخر پر یوں رقمطراز ہیں۔

''ہمارے زمانے میں عوام کیا خواص بھی اس پر عمل نہیں کرتے،اذان ہوتی رہتی ہے اور لوگ بے پرواہی سے اپنی باتوں اور اپنے کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ہمیں چاہیے کہ ہم سب کام چھوڑ کر غور سے اذان سنیں اور اس کے کلمات کا جواب دیں تاکہ ہم اپنے ہر کام اور ہر بات پر اللہ کے ذکر کو مقدم کریں اور اتباع رسول کے لیے ہر بات اور ہر کام کو ترک کردیں اور وسیلہ کی دعا سے شفاعت کو حاصل کریں ،،[36]

**۵۔تجزیاتی اسلوب**

مذکورہ شرح میں تجزیاتی اسلوب کے تحت مسائل کی وضاحت کے ضمن میں فقہائے کرام اور شارحین کی عبارات نقل کی گئی ہیں،نیزان پر تبصرہ وتجزیہ کے بعد اپنی رائے واضح انداز میں پیش کی گئی ہے۔اس ضمن میں موصوف نے اکثر ترجیحی منہج اختیار کرتے ہوئے قول راجح بیان کیا ہے۔مثال کے طور پر مسجد میں سونے کے بارے مختلف فقہائے عظام کے اقوال لانے کے بعد آپ لکھتے ہیں۔

'مصنف کے نزدیک حضرت ابن عباس کا قول راجح ہے اور مسجد کو سونے کی جگہ اور مسجد میں سونے کی عادت نہیں بنانی چاہیے الا یہ کہ کوئی شخص مسافر ہو یا اس کا کوئی گھر نہ ہو کیونکہ جب آدمی سوتا ہے تو اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور سوتے میں اس کی ہوا خارج ہو جاتی ہے اور بدبو پھیلتی ہے اور یہ مسجد کے آداب کے منافی ہے،صحابہ کرام سے جو مسجد میں سونا منقول ہے وہ ضرورت کی بنا پر تھا اور شاذ و نادر تھا۔اس لیے ابن عباس کے قول کے مطابق مسجد میں سونے کا معمول نہیں بنانا چاہیے۔لوگ حرم شریف میں بھی سو جاتے ہیں یہ زیادہ معیوب ہے۔[37]

اسی طرح حیاتِ خضر کے بارے فقہائے عظام اور شارحین کے اقوال بالتفصیل ذکر کرنے کے بعد ان سب اقوال کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنی رائے یوں دیتے ہیں کہ علامہ عینی علامہ کورانی حنفی،علامہ نووی شافعی،علامہ ابن الصلاح شافعی،علامہ ثعلبی شافعی اور علامہ سنوسی مالکی کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت خضراب تک زندہ ہیں اور قرب قیامت میں فوت ہوں گے،شیوخ دیوبند کا بھی یہ نظریہ ہے اور علامہ ابن الجوزی مالکی اور علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی،علامہ آلوسی حنفی،امام بخاری اور دیگر محدثین وغیر مقلدین کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت خضراب زندہ نہیں ہیں وہ وفات پا چکے ہیں۔ابن حجر عسقلانی نے حضرت خضر کے وفات یافتہ ہونے پر جو دلائل نقل کیے ہیں مصنف کئے نزدیک وہ دلائل مضبوط اور راجح ہیں تاہم یہ مسئلہ چونکہ اختلافی ہے اور دوسری جانب بھی کبار علمائے کرام ہیں،اس لیے اس وقت مصنف کے نزدیک اس وقت ان کی حیات کو ماننے میں زیادہ حرج نہیں ہے اور اس کو رد کرنے میں شدت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔[38]

**خلاصہ بحث**

''نعم الباری'' کے منہج واسلوب پر نظر ڈالتے ہوئے اگر یہ کہا جائے کہ اردو زبان میں لکھی گئی شروحِ بخاری میں اپنی سلاست،عمدگی اور جامعیت وضخامت کے اعتبار سے بہترین شرح ہے تو بے جانہ ہوگا۔خاص طور پر واقعات کی تفصیلات،لغوی واصطلاحی معانی کی قرآن وحدیث اور مختلف شروح کی روشنی میں وضاحت،تعلیقاتِ مختلفہ کے تحت مکمل متن کا ذکر،مکمل آیات کا بیان،مختلف ائمہ کے مسالک کا ذکر،مسائل کا استنباط واستخراج،امہات کتبِ اسماءالرجال سے رواۃ بخاری کا جامع تعارف،متعارض روایات میں تطبیق،احادیث کی شرح آیات قرآنیہ،احادیثِ نبویہ،شروح اور ذاتی تحقیق سے کرنا،ہر کتاب کے اختتام پر اس باب میں موجود احادیث کی کل تعداد اور ان کی اقسام کا تذکرہ،معروضی، استدلالی داعیانہ،اور تجزیاتی اسلوب،زیر بحث موضوع میں مصادر کا بہترین استعمال،دلائل سے فقہ حنفی کی برتری کا اثبات نیز ہر جلد کے اختتام پر

---

[36] نعم الباری،476/2

[37] نعم الباری،210/2

[38] نعم الباری،455/6

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7.No.4 2024

ماخذ ومراجع کی فہرست یعنی (ڈائری) کا ذکر جس سے یہ معلوم ہو کہ آپؒ کے کام کی رفتار کیا تھی اور کتنے عرصہ میں کتنا کام مکمل ہوا وغیرہ، الغرض یہ وہ تمام اہم خصوصیات ہیں جو " نعم الباری" کو حاصل ہیں جو اسے دیگر شروح سے ممیز وممتاز بناتی ہیں۔ "نعم الباری" کے داخلی اسلوب کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ علامہ سعیدیؒ اعلیٰ پائے کے محدث، مفسر اور فقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک منجھے ہوئے محقق بھی تھے اور دور جدید کے تمام تحقیقی اصولوں سے حد درجہ واقف بھی تھے۔ انہی اصولوح کی بنیاد پر آپؒ نے یہ عظیم الشان شرح لکھی ہے پس آپؒ کی تحریر سادہ وعام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر قیمتی نکات بھی سمیٹے ہوئے ہے۔ "نعم الباری" کے اسلوب کی خاص بات یہ بھی ہے کہ اس میں شارح موصوفؒ ہر مسئلہ کے تحت دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں کہ قاری کے لیے کسی قسم کی تشنگی باقی نہیں رہتی، چنانچہ تحقیق وتدقیق کے زریں اصولوں سے آراستہ آپؒ کی اس شرح کو علمی حلقوں میں بھرپور پذیرائی ملی ہے۔ نعم الباری کے تناظر میں علامہ سعیدیؒ کے بیان کردہ " تفسیری مباحث" کا جائزہ لینے سے یہ یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نہ صرف بلند پایہ مفسر ہیں بلکہ اصول تفسیر پر بھی عبور رکھنے کے ساتھ ساتھ دیگر علماء ومفسرین کی تفاسیر اور ان کے مناہج سے بھی مکمل طعور پر آگاہ ہیں۔ "صاحبِ نعم الباری " ہر جگہ مکمل حوالہ یعنی بمعہ نام، کنیت، مسلک، سن وفات لکھتے ہیں اور کتاب کا حوالہ بھی مکمل یعنی، بمعہ سن اشاعت، مکتبہ، صفحہ لکھتے ہیں۔ مصادر ومراجع کی فہرست میں بھی "صاحب نعم الباری" نے الگ الگ ہر فن کی ۴۹۸ کتب کی فہرست مرتب کی ہے، اسی بنا پر نعم الباری قدیم وجدید کتب کے علمی مباحث کا خزانہ ہے۔ "فقہی مذاہب" کے تحت دلائل کا ذکر کیا جائے تو اردو شروح بخاری میں جس قدر دلائل، تحقیق اور تفصیل "نعم الباری" میں ملتی ہے وہ اسی کا امتیاز اور خاصہ ہے کیونکہ شارح موصوف نے مکمل تحقیق اور مضبوط دلائل کے بعد فقہ حنفی کو ترجیح دی ہے۔ اس کے علاوہ اکابرین ومتقدمین کی تحقیقات پر گہری نظر رکھنے کے ساتھ معاصرین کی تحقیقات سے بھی مکمل استفادہ کیا گیا ہے چنانچہ ان تحقیقات کی روشنی میں جدید مسائل کا استنباط

کیا گیا ہے جس سے شارح کی کمال درجہ کی اجتہادی قوت وبصیرت کا پتا چلتا ہے۔

**نتائج وسفارشات**

درج بالا سطور سے نعم الباری میں علامہ سعیدی کی علمی لیاقت اور قدر ومنزلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ موسوف کی جملہ کتب کا از سر نو مطالعہ کیا جائے بالخصوص نعم الباری کے تناظر میں کئی موضوعات تحقیق کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر نعم الباری کی روشنی میں مذاہب اربعہ کی تفصیل اور مسلک حنفی کی ترجیح کے اصول۔ نعم الباری کے تناظر میں جدید عصری مسائل اور ان کا ممکنہ حل ۔ سماجی مسائل اور نعم الباری کا اختصاصی مطالعہ۔ عقائد اہلسنت بالخصوص مسلک بریلوی کا اثبات اور دیگر مسالک کا رد، نعم الباری کا اصولی مطالعہ۔ نعم الباری کئے تناظر میں، متقدمین ومتاخرین اور معاصرین سے اختلاف رائے میں صاحب نعم الباری کا منہج و اسلوب۔ نعم الباری کے تناظر میں علامہ سعیدی کے مجتہدانہ افکار و تفردات۔ مباحث ایمانیات، نعم الباری کی روشنی میں۔ مباحث توحید ورسالت، نعم الباری کا اختصاصی مطالعہ۔ نعم الباری کے تناظر میں مباحث حشر وبعث۔ مباحث سیرت، نعم الباری ی روشنی میں۔ الغرض تحقیق کی غرض سے مذکورہ عناوین کے علاوہ مزید عنوانات بھی تلاش کیے جا سکتے ہیں۔